جناب ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور بیور کریسی"

(آخری قسط)

عمال کی تنخواہیں ان کی ضرورت اور شہر کے حالات کو مد نظر رکھ کر مقرر کی جاتی تھیں۔ حمص کے عامل عیاض بن غنم کو ایک دینار، ایک بکری اور دو رطل غذائی اجناس یومیہ ملا کرتی تھیں۔ آپ نے کوفہ میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کو سرحدوں کی دیکھ بھال کرنے، عثمان بن حنیف کو خراج وصول کرنے اور عبداللہ بن مسعود کو بیت المال کی نگرانی کرنے، لوگوں کو قرآن سکھانے اور انہیں دین سے آگاہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ ان تینوں کے لئے ایک بکری یومیہ مقرر تھی۔۔ عمار بن یاسر کو نصف بکری ملا کرتی تھی۔ اور باقی نصف بکری میں عبداللہ بن مسعود اور عثمان بن حنیف شریک تھے۔ عمار بن یاسر کی ماہانہ تنخواہ چھ سو درہم تھی۔ عثمان بن حنیف کی پانچ سو درہم اور عبداللہ بن مسعود کی سو درہم تھی۔ قاضی شریح کی تنخواہ سو درہم ماہانہ اور دس جریب گیہوں تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا بڑا خیال تھا۔ کہ لوگ عیش پرستی اور تنعم کی زندگی میں مبتلا ہو کر سادگی کے جوہر سے معرانہ ہوجائیں۔ افسروں کو خاص طور پر پارسیوں اور عیسائیوں کے لباس اور طرز معاشرت کے اختیار کرنے پر چشم نمائی فرمایا کرتے تھے۔ سفر شام میں مسلمان افسروں کے بدن پر حریر یا دیبا کے جبے اور پر تکلف قبائیں دیکھ کر اس قدر خفا ہوئے کہ ان کو سنگریزے مارے اور فرمایا تم اس وضع میں میرا استقبال کرتے ہو۔

مسلمانوں کو اخلاق ذمیمہ سے باز رکھنے کے ساتھ ساتھ مکارم اخلاق کی بھی خاص طور پر تعلیم دی۔ مساوات اور عزت نفس کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اور تمام عمال کو ہدایت تھی، کہ مسلمانوں کو مارا نہ کریں۔ اس سے وہ ذلیل ہوجائیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زہد و تقویٰ کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ جب ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ کے گھر والوں کو ایک چٹائی بطور تحفہ دی۔ جب عمر رضی اللہ عنہ گھر میں آئے تو آپ نے پوچھا:

یہ چٹائی کہاں سے آئی؟

آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے جواب دیا:

یہ ابوموسیٰ اشعری نے ہمیں بطور تحفہ دی ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس چٹائی کو زمین پر دے مارا اور ابوموسیٰ کو حاضر کرنے کا حکم دیا جب وہ حاضر ہوئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا!
تم نے کس تقریب سے یہ چٹائی میری بیوی کو تحفہ میں دی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے وہ ان کے سر پہ دے ماری اور فرمایا:
اسے لے جاؤ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"
خلفائے راشدین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے۔ اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ ان کا فرض امت کی خدمت کرنا ہے۔ اور امت کے ہر چھوٹے بڑے کام کے متعلق انہی کو خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کرنی ہو گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:
"اگر کوئی گم شدہ اونٹ دریائے فرات کے کنارے مر جائے تو مجھے یہ خوف لاحق رہتا ہے۔ کہ قیامت میں خدا تعالیٰ مجھ سے اس کے متعلق پوچھے گا۔"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت کی پیروی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گورنروں اور ججوں کو متعدد ہدایات جاری کیں۔ آپ انہیں تقررنامے جاری کرتے جن کی توثیق ایک کمیٹی کرتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ ہدایت تھی کہ سرکاری عمال اپنے اپنے صوبوں کے صدر مقام پہنچنے پر شہریوں کے مجمع عام میں اپنے تقرری کا خط پڑھ کر سنائیں۔ تاکہ وہ ان کے اختیارات اور فرائض سے واقف ہو جائیں۔ اسکے بعد اگر کوئی اختیارات سے تجاویز کرنے کی کوشش کرتا یا لوگوں پر ظلم وستم کرتا تو وہ اسے روکتے تھے۔ اور اگر عامل نہ رکتا تو وہ خلیفہ سے اس کی شکایت کرسکتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے عمال کو مخاطب کرتے ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔
ہوشیار رہو! میں نے تمھیں جابر وظالم بنا کر مقرر نہیں کیا۔ میں نے تمھیں خداترس رہنما مقرر کیا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے حقوق محفوظ کرو اور ادا ہوں۔ انھیں ظالمانہ طریقہ سے مارو مت کہیں وہ بزدل نہ بن جائیں۔ بہتات سے ان کی بے جا تعریف نہ کرو کہیں وہ مغالطہ میں نہ پڑ جائیں ان پر اپنے دروازے بندمت کرو۔ کہیں وہ غریبوں کے حقوق غصب نہ کرنے لگیں۔ خود کو ترجیح نہ دو کہیں وہ ان پر ظلم کرنے لگیں۔" یہ سب احتیاطی تدابیر تھیں۔ تاکہ ظلم اور جبر کو روکا جاسکے۔ اور غیر جانبدار انصاف صحیح طور پر اور آزادی سے فراہم ہوسکے۔ تصور یہ تھا کہ عمال ریاست کے عطا کردہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کریں۔
گورنروں اور قاضیوں کی روانگی پر آپ رضی اللہ عنہ خود ان کے ساتھ ہدایت کرتے چلتے: اپنے اختیارات سے ہوشیار ہو۔ میں نے تمھیں مسلمانوں کے سروں پر ان کا خون بہانے کے لئے مقرر نہیں کیا ہے۔ اور نہ ان کی عزتوں کی بے حرمتی کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں نے تمھیں صرف اس لیے مقرر کیا ہے۔ کہ نماز قائم کرو۔ ان کے درمیان انعام تقسیم کرو ایمانداری سے ان میں انصاف کرو۔" پھر آپ رضی اللہ عنہ انہیں حکم دیتے ہیں۔

" تم ترکی گھوڑے پر سواری نہیں کروگے ۔ تم نفیس واعلیٰ پوشاک نہیں پہنو گے نہ باریک پسا ہوا آٹا کھاؤ گے ۔ اور تم اپنے دروازہ پر پہرہ دار مقرر نہیں کروگے ۔ تم ضرورت مندوں کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھو گے ۔

اپنا عہدہ سنبھالنے کے لیے روانگی کے وقت آپ رضی اللہ عنہ گورنروں اور ججوں کی املاک اور دولت کی فہرست تیار کرتے اور وقتاً فوقتاً دیکھتے کہ انہوں نے ناجائز ذرائع سے اپنی املاک میں اضافہ تو نہیں کیا ۔ ایک مرتبہ خالد بن اسحٰق نے خلیفہ کو اطلاع دی کہ بعض گورنر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احکامات کی تعمیل نہیں کر رہے ۔ تفتیش شروع ہوئی اور جو مجرم پائے گئے ان کی آدھی املاک ضبط کر لی گئیں اور بیت المال میں جمع کرادی گئیں ۔ اس کے بعد خلیفہ نے دارالخلافہ سے متعدد ہدایات گورنروں اور قاضیوں کو انصاف کرنے کے لیے بھیجیں ۔ آپ نے بہت سی تقاریر عوام کے سامنے کیں ۔ جن میں عوام کو تعلیم دی اور ان کے حقوق بتائے اور اپنے گورنروں اور قاضیوں کو ان کے فرائض یاد دلاتے ہوئے خطوط لکھے ۔ ان میں ایک خط ابو موسیٰ اشعری کو لکھا تھا یہ بہت جامع خط تھا ۔ جس میں عدلیہ کے بنیادی اصول طریق کار اور قواعد و قوانین موجود تھے ۔ یہ خط اس عہد کے عدالتی نظام کی اصل تصویر ہے ۔

حضرت علی کے دور مبارکہ میں احتساب !

آپ عمال پر کڑی نظر رکھتے تھے ۔

ایک مرتبہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کو اس خدمت پر مامور کیا تو یہ ہدایت فرمائی :

"اخرج فی طائفۃ من اصحابک حتی تمر بالارض اسواء کورت فتساۓھم عن عمالھم و تنظر فی سیر تھم الخ ۔"

تم اپنے ساتھیوں کا ایک گروہ لے کر روانہ ہو جاؤ اور عراق کے ہر ضلع میں پھر عمال کی تحقیقات کرو اور ان کی روش پر غائر نظر ڈالو ۔

عمال کے اسراف اور مالیت میں ان کی بے عنوانیوں کی سختی سے باز پرس فرماتے تھے ۔ ایک دفعہ اردشہر کے عامل مصقلہ نے بیت المال سے قرض لے کر پانچ سو لونڈی اور غلام خرید کر آزاد کیے ۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سختی کے ساتھ اس رقم کا مطالبہ کیا ۔ مصقلہ نے کہا خدا کی قسم عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک اتنی رقم کا چھوڑ دینا کوئی بات نہ تھی ۔ لیکن یہ تو ایک ایک حبہ کا تقاضہ کرتے ہیں اور ناداری کے باعث مجبور ہو کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پناہ میں چلے گئے ۔ جناب امیر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو فرمایا :

"برحہ اللہ فعل فعل السید وفر فرار العبد وخان خیانۃ الفاجر اما واللہ لو انہ اقام فعجز ماذدنا علی حبس فان وجدنا لہ شیئاً اخذ ناہ وان لم نقدر علی مال تر کناہ"

خدا اس کا برا کرے ، اس نے کام تو سید کا کیا لیکن غلام کی طرح بھاگا اور فاجر کی طرح خیانت کی ۔ خدا کی قسم اگر وہ مقیم رہتا تو قید سے زیادہ اس کو سزا نہ دیتا ۔ اور اگر اس کے پاس کچھ ہوتا تو لیتا ، ورنہ

معاف کر دیتا۔

اس باز پرس سے آپ کے مخصوص اعزہ واقارب بھی مستثنیٰ نہ تھے۔ایک مرتبہ آپ کے چچیرے بھائی حضرت عبداللہ بن عباس عامل بصرہ نے بیت المال سے ایک بیش قرار رقم لے لی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چشم نمائی فرمائی، تو جواب دیا۔ میں نے ابھی اپنا پورا حق نہیں لیا ہے۔ لیکن اس عذر کے باوجود خائف ہو کر بصرہ سے مکہ چلے گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب مالک اشتر (وفات ۳۸ - ۷۵۸) کو مصر کا گورنر بنایا تو جو ہدایات جاری کیں ان میں سے ایک یہ تھی۔

"مظلوم اور نادار افراد کو وقتاً فوقتاً خدا کو حاضر ناظر جان کر ملنا اور ان سے دل کھول کر بات چیت کرنا۔ اس وقت اپنے مسلح حفاظتی دستوں، سول افسروں، پولیس یا خفیہ کارندوں کو اپنے قریب نہ رہنے دینا۔ تاکہ غرباء اور ناداروں کے نمائندے تم سے آزادی و بے باکی سے اپنی شکایات کر سکیں۔

کیونکہ میں نے پیغمبر خدا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا ہے۔ کہ کوئی قوم یا معاشرہ اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ جس کے طاقتور لوگ کمزوروں کے فرائض ادا نہیں کرتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں حکام کی نگرانی :-

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اگرچہ طبعاً نہایت نرم تھے۔ بات بات پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اور ذاتی حیثیت سے تحمل، بردباری، تساہل اور چشم پوشی آپ کا شیوہ تھا۔ لیکن ملکی معاملات میں انہوں نے تشدد احتساب اور نکتہ چینی کو اپنا طرز عمل بنایا۔ سعد بن ابی وقاص نے بیت المال سے ایک بیش قرار رقم لی جس کو ادا نہ کر سکے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سختی سے باز پرس کی اور معزول کر دیا۔ ولید بن عقبہ نے بادہ نوشی کی، تو انھیں معزول کر کے اعلانیہ حد جاری کی۔ ابو موسیٰ اشعری نے امیرانہ زندگی اختیار کی تو انہیں بھی ذمہ داری کے عہدے سے سبکدوش کر دیا۔ اسی طرح عمرو بن العاص والی مصر وہاں کے خراج میں اضافہ نہ کر سکے، تو ان کو علیحدہ کر دیا۔ نگرانی کا یہ طریقہ تھا کہ دریافت حال کے لیے دربار خلافت سے تحقیقاتی وفود روانہ کیے جاتے، جو تمام ممالک محروسہ میں دورہ کر کے عمال کے طرز عمل اور رعایا کی حالت کا اندازہ کرتے تھے۔ یہ تینوں بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہما میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ چنانچہ ۴۵ھ میں ملک کی عام حالت دریافت کرنے کے لیے جو وفود روانہ کیے گئے تھے۔ ان میں یہی حضرات تھے۔

ملک کی حالت سے واقفیت پیدا کرنے کے لیے آپ کا معمول تھا کہ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لے جاتے تو خطبہ شروع کرنے سے پہلے لوگوں سے اطراف ملک کی خبریں پوچھتے اور نہایت غور سے سنتے۔ تمام ملک میں اعلان تھا جس کسی کو کسی والی سے شکایت ہو وہ حج کے موقع پر بیان کرے۔ اس موقع پر تمام عمال لازمی طور پر طلب کیے جاتے تھے۔ اس لیے شکایتوں کی تحقیقات کر کے تدارک فرماتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حکومت محض دینی حکومت نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوجوں کی قیادت کرتے، مقدمات کے فیصلے کرتے اور زکوۃ وغیرہ کے مال وصول فرماتے تھے۔ اس طرح آپ کو دونوں قسم کی طاقتیں دینی وسیاسی ساتھ ہی ساتھ حاصل تھیں۔ لیکن یہ سیاسی اقتدار محض ثانوی درجہ رکھتا تھا۔ آپ کا مقصد اولین جس کے لیے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ دعوت اسلام کی نشرواشاعت تھا۔ اسی لیے کبار مہاجرین وانصار مثلاً ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، علی کرم اللہ وجہہ سے غیر دینی مسائل میں تو آپ مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ لوگو! مجھے مشورہ دیا کرو۔ لیکن جہاں تک دینی مسائل کا تعلق ہے۔ آپ ہمیشہ ان میں انفرادی رائے سے کام لیتے رہے۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جن لوگوں سے مشورہ لیا۔ ان میں حمزہ رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، علی کرم اللہ وجہہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ، حذیفہ رضی اللہ عنہ، ابوذر رضی اللہ عنہ، مقداد رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ نقباء کہلاتے تھے اس لیے کہ یہ اپنی قوم کے اسلام کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفیل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نظام داری کا بیج اپنی زندگی میں ہی ڈال دیا۔

%%

بقیہ ص ۲۹

مستقبل میں اسلام پسند قوتوں کے لیے بے شمار مشکلات کا پیش خیمہ ثابت ہوگی بلکہ یہ بات اسلامی اقدار کو حاصل شدہ آئینی تحفظات کے خاتمہ کی بنیاد بھی فراہم کردے گی۔ اس نازک اور حساس معاملے میں اسلامی تشخص اور شرعی اقدار سے انحراف پر مبنی حکومتی فیصلے کو ہرگز قوم پر مسلط نہ ہونے دیا جائے اور اگر حکومت اپنا فیصلہ واپس لینے کے بارے میں پس وپیش سے کام لے تو دینی حلقوں کو اس معاملہ میں کسی بھی قانونی اور عملی اقدام سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔

قارئین کرام

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور تحریر کریں ورنہ ادارہ جواب دینے سے معذور ہوگا (شکریہ)